ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۳ء

چونکہ اس رسالہ میں انصاف کی رو سے
کسی قدر سناتن دھرم کی مدد ہے اس لئے

اس کا نام

سناتن دھرم

رکھا گیا

تصنیف لطیف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود امام الوقت
علیہ السلام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ الرحمٰن

۸ مارچ ۱۹۰۳ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں باہتمام
حافظ حکیم فضل الدین صاحب کے چھپ کر شائع ہوا

تعداد اشاعت ۲۰۰۰

بار اول

www.aaiil.org

غزل از مولف

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں
کیوں مبتلا ہو یارو خیالِ خراب میں

اے قوم آریہ ترے دل کو یہ کیا ہوا
تو جاگتی ہے یا تری باتیں ہیں خواب میں

کیا وہ خدا جو ہے تیری جاں کا خدا نہیں
ایماں کی بو نہیں تیرے ایسے جواب میں

گر عاشقوں کی روح نہیں اُسکی ہاتھ سے
پھر غیر کے لئے ہیں وہ کیوں اضطراب میں

گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
پھر کسنے لکھدیا ہے وہ دل کی کتاب میں

جس سوز میں ہیں اُسکے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں

جامِ وصال دیتا ہے اُس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں

ملتا ہے وہ اُسیکو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں

ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا
ہے اُسکی گود میں جو گرا اُس جناب میں

پھولوں کو جاکے دیکھو اُسی سے وہ آب ہے
چمکے اُسی کا نور ہے وہ آفتاب میں[ل]

خوبوں کے حُسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حُسن ہے وہی چمکا حجاب میں

اُسکی طرف ہی ہاتھ ہر اک تارِ زلف کا
ہجراں سے اسکے رہتی ہے وہ پیچ و تاب میں

ہر چشم مست دیکھو اسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اُسی کے عشق سے ہے التہاب میں

جن مورکھوں کو کاموں پہ اُسکے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں

قدرت سے اُس قدیر کے انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں

دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اُس پاک ذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں

ہمکو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ مونہہ رہیگا حجاب و نقاب میں

ل اللہ نور السمٰوٰت والارض خدا ہے نور زمین اور آسمان کا (آیت قرآن شریف)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نیوگ

اگرچہ مینے کتاب نسیم دعوت میں نیوگ کے بارے میں جہانتک مناسب تہا کچھہ ذکر کیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایک طالب حق کیلئے بہت مفید اور کافی ہے۔ لیکن مینے بعض لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ پنڈت رام بہجدت صاحب پریذیڈنٹ آریہ مذہبی سبہا پنجاب آریہ سماج کے جلسہ قادیان میں میری کتاب نسیم دعوت پہونچنے کے بعد اپنی آخری تقریر میں میرا ذکر کرکے فرماتے تھے کہ اگر وہ مجھہ سے اس بارے میں گفتگو کرتے تو جو کچھہ نیوگ کرانے کے فائدے ہیں میں سب اُنکے پاس بیان کرتا۔

لہذا بادب گذارش ہے کہ مینے جسقدر انسانی غیرت اور انسانی پاک کانشنس کا تقاضا ہے وہ نیک نیتی سے اپنی کتاب نسیم دعوت میں بیان کیا ہے۔ میری غرض اس سے کوئی بحث مباحثہ نہیں تھا صرف ہمدردی کی رہ سے ایک نصیحت تہی۔ اور میں اس بات میں اکیلا نہیں ہزار ہا شریف ہندو اور شریف خالصہ مذہب کے پابند سکھہ اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے کہ ایک خاوند والی اور خاندان والی عورت محض اولاد کے لالچ سے دوسرے سے موںہہ کالا کراوے اور خاوند زندہ موجود ہو۔

رہے نیوگ کے فائدے اور غالباً پنڈت صاحب کا فوائد سے مطلب نیوگ کی اولا ہوگی کہ مفت میں گیارہ ۱۱ لڑکے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر اولاد بڑہتی ہے لیکن پنڈت صاحب ناراض نہ ہوں ایسی اولاد تو شریف آدمی کے لئے ایک داغ ہے نہ جائے فخر۔ میرے نزدیک ایک پاکدامن عورت اگر تمام عمر بے اولاد رہے تو بے اولاد مرنا اس سے بہتر ہے کہ غیر سے ہمبستر ہو کر ایسی اولاد حاصل کرے کہ عند العقل ناجائز اولاد کہلاوے۔ اور اگر سچائی کچھہ چیز ہے تو پھر کیا وجہ کہ بچوں کو اُس بدقسمت دیّوث کی اولاد سمجھی جائے جسکے نطفہ سے وہ بچے نہیں ہیں بلکہ وہ تو اُن لوگوں کی اولاد ہیں جن کا وہ نطفہ ہیں۔ کاش اگر ایسی عورت ایسی اولاد

حاصل کرنے سے پہلے ہی مرجائے۔ تو بہتر ہے۔ پنڈت رام بھجدت صاحب کو اس قابل شرم نیوگ کے مسئلہ میں بہت ضد نہیں کرنی چاہیئے بلکہ چونکہ یہ مسئلہ انسانی حیا کے مخالف ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس مسئلہ کو آریہ سماج کے مسائل میں سے کاٹ دیا جائے۔ اور عام اشتہار دیا جائے کہ دیانند نے بوجہ مجرّدانہ زندگی اور نہ محسوس کرنے اُس غیرت کے کہ جو خانہ داری کی حالت میں ہر ایک شریف مرد کو اپنی بیوی کی نسبت ہوتی ہے سخت غلطی کھائی۔ اسلئے آریہ سماج اپنے اصولوں سے اسکو خارج کرتا ہے اور اسپر بہت سے دستخط ہو جانے چاہیئے تا پھر کسی معترض کو دم مارنے کی جگہ نہ رہے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ نیوگ کا اصول انکے مذہب کے لئے ایک روگ ہے۔ اور میں نہیں قبول کر سکتا کہ پاکدامن عورتیں نیوگ کے لئے طیار ہو جائینگی بلکہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ اسپر زور دینے سے کوئی عورت زہر کھا کر مر نجائے*۔ اے صاحبان اور تو ہوا جو ہوا اس بلا کو تو اپنی قوم میں سے جلد دفع کرو اور خواہ نخواہ اُس کو وید کے ذمہ مت لگاؤ۔ یہ امید مت رکھو کہ آریہ ورت کے شریف مرد اور شریف عورتیں اسکو قبول کر لیں گے بلکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں متبنّے کی رسم نیوگ کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے یعنی جب شریف مردوں اور شریف عورتوں نے دیکھا کہ یہ ناپاک رسم ہے تو اسکی جگہ متبنّے پکڑنے کی رسم جاری کر دی۔ اور مردوں کی شرافت نے نہ چاہا کہ اس قابل شرم طریق یعنی نیوگ پر اپنی عورتوں کا عملدرآمد کراویں۔ اس لئے انہوں نے اس بات کو پسند کر لیا کہ متبنّے کر لیں۔ اور اگرچہ متبنّے کرنا بھی ایک بناوٹ ہے۔ مگر تاہم اس بیحیائی اور ناپاک رسم سے تو ہزارہا درجہ بہتر ہے۔ یہ تو ایسا ناپاک طریق ہے کہ اگر کسی چوہڑے یا چمار کو بھی کہا جائے کہ اپنی عورتوں سے ایسا کراوے تو وہ بھی مرنے مارنیکو طیار ہو جائے گا پس ہمیں آریہ صاحبان پر کیوں افسوس نہ ہو کہ انہوں نے آنکھ بند کر کے دیانند کی باتیں قبول کر لیں۔ آخر سناتن دھرم والے بھی قوم کی رو سے اُنکے بھائی تھے کیا قدیم سے وہ وید نہیں پڑھتے تھے پھر کیوں وہ اس بیحیائی کے طریق کو پسند نہیں کرتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جب خیر خواہی کی رو سے آریہ صاحبوں کو کہا جائے کہ آپ لوگ اس طریق کو چھوڑ دیں اور ایسے کام اپنی عورتوں سے مت کراویں تو وہ اُلٹے غصّہ کرنے لگتے ہیں۔ عجیب حالت آریہ سماج والوں کی ہے کہ انکو اس کام میں کچھ بھی شرم نہیں آتی۔ گذشتہ دنوں میں میںنے چند آریوں کو اپنے مکان پر بلایا تھا۔ ان میں سے ایک آریہ

* آریہ ورت کی عورتوں کو اب تک اپنے خاوندوں سے ایسا سچا تعلق رہا ہے کہ وہ ان کے لئے ستی ہوتی رہی ہیں لیکن ایسی عورت کو خاوند سر پر موجود ہو اور وہ دوسرے مرد کی ہمبستر ہوتی پھرتی ہے کیونکر ایسی محبت خاوند سے رکھ سکتی ہے۔ منہ

کشن سنگھ نام تھا جو باوا نانک صاحب کی پیروی سے ناراض ہوکر اب آریہ بنا ہوا ہے اور ایسے شخص کو چھوڑ کر جو روحانیت اور پاکیزگی اپنے اندر رکھتا تھا اور اپنے کرتار کی محبت سے اس کا دل بھرا ہوا تھا پنڈت دیانند کا ہر وقت جپ کرنا شروع کردیا ہے اس کے ساتھ لالہ شرم پت اور لالہ ملاوامل قادیان بھی تھے اور پنڈت سوم راج سکرٹری آریہ سماج قادیان بھی ہمراہ تھے۔ اور چند سناتن دہرم کے ہندو تھے۔ تب ہمنے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ایسے کام اپنی عورتوں سے کرانے مناسب نہیں، خاصکر اس گاؤں میں تب اس وقت سب چپ ہوگئے اور سب کو شرم دامنگیر ہوئی مگر پنڈت سوم راج بول اُٹھے کہ اس کام میں کچھہ مضائقہ نہیں۔ تب سناتن دھرم والے جو موجود تھے اس بات کو سنکر کہ اس شخص نے ایک بھری مجلس میں اپنی عورت کی نسبت ایسا ناپاک کام روا رکھا اور حیا سے کچھہ کام نہ لیا سب نے بے اختیار رام رام کہنا شروع کردیا اور باقی آریہ صاحبان اپنی چادروں میں اپنا مونہہ چھپاکر ہنسنے لگے اور غالباً اسوقت تیس ۳۰ آدمی کے قریب گواہ ہونگے جبکہ اس پنڈت نے یہ قابل شرم کلمہ اپنے مونہہ سے نکالا۔

سخت افسوس ہے کہ آریہ صاحبان یہ تو نہیں کرتے کہ اس رسم کو دور کردیں بلکہ اُلٹے جوش میں آکر کہتے ہیں کہ کیا مسلمان متعہ نہیں کرتے یعنی منکوحہ عورتوں کو طلاق نہیں دیتے بہتیرا سمجھایا گیا کہ اے حضرات کجا طلاق دینا جو ضرورتوں کے وقت تمام دنیا میں جاری ہے اور کجا یہ کام کہ ایک مرد زندہ موجود اپنی عورت سے ایسا کام کراوے مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ سناتن دھرم کے لوگ کہ جو باحیا اور باغیرت لوگ ہیں وہ ندامت سے مرے جاتے ہیں گناہ اِنکا اور ندامت اُنکو۔ بارہا کہا گیا اگر ایک انسان جو نکاح کرکے کسی وقت عورت کو طلاق دیدیتا ہے اور یا طلاق کا وقت مقرر کردیتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دیدونگا جسکا نام بعض شیعہ کے نزدیک مُتعہ ہے۔ اس نکاح کو آپ لوگوں کے طریق سے کچھہ مناسبت نہیں اور ایسا نکاح بھی جسکا وقت طلاق ٹھہرایا جائے ہمارے مذہب میں منع ہے قرآن شریف صاف اسکی ممانعت فرماتا ہے عرب کے لوگوں میں اسلام سے پہلے ایک وقت تک ایسے نکاح ہوتے تھے قرآن شریف نے منع کردیا اور قرآن شریف کے اُترنے سے وہ حرام ہوگئے صرف بعض شیعوں کے فرقے اسکے پابند ہیں مگر وہ جاہلیت کی

رسم میں گرفتار ہیں کسی دانشمند کے لئے جائز نہیں کہ اپنی غلطی کی پردہ پوشی کے لئے کسی دوسرے کی غلطی کا حوالہ دیں کیا ایک مجرم کسی دوسرے مجرم کے حوالہ سے رہائی پا سکتا ہے۔ خدا کے کلام میں نکاح کرنیکے بارے میں تصریح کے ساتھ ہدایت موجود ہے اس میں ایسے نکاح کا ذکر نہیں جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دے دیدونگا۔ ماسوا اس کے اس صورت میں اصل اعتراض تو طلاق پر ہوا اور دنیا میں کوئی فرقہ نہیں جو طلاق کا مخالف ہو کسی نہ کسی ضرورت سے بعض وقت طلاق دینی پڑتی ہے۔ غرض جب آریہ صاحبوں کو ایسے قابل شرم کام سے منع کیا جاتا ہے تو کھسیانے بنکر یہی جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی تو طلاق کی رسم ہے۔ اے حضرات یہ رسم کس مذہب میں نہیں۔ جب مرد و عورت میں سخت مخالفت ہو گی تو بجز طلاق اور کیا چارہ ہو گا۔ مناسب ہے کہ آپ صاحبان ایسی باتیں نہ کریں اور نیوگ کو چھوڑ دیں۔ ان باتوں سے بھی کیا فائدہ کہ نیوگ میں بڑے فائدے اور بڑے بھید ہیں۔ اے حضرات اگر زیادہ نہیں تو طاعون کے دنوں تک ہی ایسی رسم سے دست بردار ہو ایسا نہ ہو کہ ایسے کاموں سے اور بھی یہ بلا پھیلے۔ افسوس کہ باوجود اس رسم نیوگ کے جس سے شرمندہ ہونا چاہیئے تھا آریہ صاحبوں میں بدزبانی بہت بڑھ گئی ہے بعض شریف آریہ صاحبان اس جلسہ قادیان کی تقریب پر خود آکر مجھے ملے ہیں اور خود انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس جلسہ میں بہت سی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے خاصکر ایک شخص کا اکثر آریہ صاحبوں نے ذکر کیا کہ وہ تیز اور گندہ زبان تھا۔

پس واضح ہو کہ مذہب اس بات کا نام نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا اور ٹھٹھے سے جلسہ کو رونق دینا اور بہروپیوں کی طرح ہنسی کرنا اس طرح پر کوئی مذہب قائم نہیں ہو سکتا نیک انسانوں کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ کسی فرقہ کے شائع کردہ اصولوں پر اعتراض کریں مگر کسی قوم کی آسمانی کتاب پر اسوقت تک اعتراض نہ کریں جبتک کہ اُن کو پوری واقفیت اور پورے دلائل سے علم نہ ہو۔ مثلاً نیوگ کا مسئلہ ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود خاوند کے زندہ ہونے کے اس کی عورت کا دوسرے سے ہمبستر ہونا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بارہ تیرہ برس تک جب تک گیارہ بچے پیدا

ہو جائیں انسانی کانشنس اس بے حیائی کو قبول نہیں کرتا اور ہر ایک نیک فطرت اس طریق سے دور بھاگتی ہے۔ اور درحقیقت اس سے زیادہ کوئی بے حیائی نہیں اور کوئی حیا والا آدمی اسکو پسند نہیں کرے گا کہ اپنے جیتے جی اپنی عورت کی یہ حالتیں دیکھے مگر ہماری جماعت کو جو تقویٰ کیلئے قائم کیگئی ہے۔ خوب یاد رہے کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ وید کی تعلیم ہے میری رائے یہی ہے کہ یہ وید کی ہرگز تعلیم نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ کبھی ایک شرتی یا ایک آیت کے بیس۲۰ معنے ہو سکتے ہیں۔ پس ایسے موقعہ پر ایک گندہ آدمی گندے معنے کر لیتا ہے اور ایک پاک طبع آدمی پاک معنے کرتا ہے بعض آدمی اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے بعض نفسانی اغراض کے لئے قوم میں بدچلنی پھیلانی چاہتے ہیں پس وہ بہانہ ڈھونڈنے کے لئے کسی ایسی کتاب میں سے جو قوم اسکو آسمانی سمجھتی ہے کوئی شرتی یا آیت پیش کردیتے ہیں اور اس طرح پر نادانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اس قسم کے طریقوں سے دست کش رہیں کہ یہ طریقے احتیاط اور پرہیزگاری کے برخلاف ہیں ایسی مشترک باتیں جو کم و بیش تمام قوموں میں پائی جاتی ہیں اُن کو اعتراض کے طور پر پیش کرنا سراسر جہالت یا تعصب ہے جسکو آریہ صاحبان دکھلا رہے ہیں مثلاً بیویاں کرنا یا ضرورت کے وقت طلاق دینا یا اور ایسے امور جن کا اشتراک سب قوموں میں پایا جاتا ہے ان کو بطور اعتراض پیش کرنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم میں پائی جاتی ہیں درحقیقت اعتراض کے لائق دو باتیں ہیں اول یہ کہ ارواح اور اجسام یعنی جیو اور پرمانو خدا سے نکلے ہوئے نہیں یعنی خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کی طرح اپنے وجود کے آپ خدا ہیں اور انادی ہیں دوسری یہ قابل شرم طریق جسکا نام نیوگ ہے سو یہ اعتراض وید پر نہیں بلکہ پنڈت دیانند پر ہے جس نے ایسا مذہب شائع کیا۔ ہماری جماعت خبردار رہے کہ خواہ نخواہ احتیاط سے بڑھکر کوئی بات مونہہ سے نہ نکالے یہ درست ہے کہ آریہ سماجیوں میں تیز زبان بہت لوگ ہیں جو اعتراض کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ کہاں تک ہمیں اس اعتراض کے بارے تحقیق ہے بلکہ جو کچھ مونہہ میں آیا کہدیتے ہیں غرض تو ہنسی ٹھٹھا ہے نہ تحقیق۔ بعض سرسری نظر سے خدا کی کتاب کو دیکھ کر

بغیر اسکے جو پوری سمجھ سے کام لیں فی الفور اعتراض کر دیتے ہیں خدا کی کلام ہیں کئی جگہ استعارہ ہوتا ہے کئی جگہ مجاز ہوتا ہے اور کئی جگہ حقیقت کا دکھلانا مقصود ہوتا ہے پس جب پورا علم نہ ہو اور اسکے ساتھ اپنا دل صاف نہو تو اعتراض کرنا جہالت ہے۔ خدا کے کلام کے صحیح معنے سمجھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا سے ملتے ہیں ایک شخص سراپا دنیا کی پلیدی میں غرق آنکھیں اندھی اور دل ناپاک ہے وہ اس حالت میں خدا کے کلام پر کیا اعتراض کریگا اول چاہیئے کہ اپنے دل کو پاک بنائے نفسانی جذبات سے اپنے تئیں الگ کرے پھر اعتراض کرے مثلاً قرآن شریف میں لکھا ہے من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ اب ایک ایسا معترض جسکو خدا کے کلام کا منشاء معلوم نہیں یہ اعتراض کرے گا کہ دیکھو مسلمانوں کے مذہب میں لکھا ہے کہ اندھوں کو نجات نہیں۔ غریب اندھے کا کیا قصور ہے مگر جو تعصب دور کر کے غور سے قرآن شریف کو پڑھے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس جگہ پر آنکھوں سے اندھے مراد نہیں ہیں بلکہ دل کے اندھے مراد ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جن کو اسی دنیا میں خدا کا درشن نہیں ہوتا اُنہیں دوسرے جہان میں بھی درشن نہیں ہوگا اسی طرح صدہا خدا کے کلام میں مجاز اور استعارے ہوتے ہیں۔ ایک نفسانی جوش والا آدمی جلدی سے سب کو جائے اعتراض بنا دے گا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی سچ بات ہے کہ خدا کا کلام سمجھنے کے لئے اول دل کو ایک نفسانی جوش سے پاک بنانا چاہیئے تب خدا کی طرف سے دلپر روشنی اُترے گی بغیر اندرونی روشنی کے اصل حقیقت نظر نہیں آتی جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یمسّہ الا المطھرون۔ یعنی یہ پاک کا کلام ہے جب تک کوئی پاک نہ ہو جائے وہ اس کے بھیدوں تک نہیں پہونچے گا۔ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوگیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ میں دنیاداری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی میں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا نہ وہ کسی انسان کو

خدا بناتا اور نہ روحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھ کر اس کی مذمت اور نندیا کرتا ہے اور وہ برکت جس کیلئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اُسکو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے پس کیونکر ہم روشنی پاکر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پاکر پھر اندھے بن جاویں۔

اور اس جگہ مجھے محض سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اس قدر اور کہنا پڑا ہے کہ سناتن دھرم والے انکی چند باتوں کو الگ کر کے آریہ سماجیوں سے ہزارہا درجہ بہتر ہیں وہ اپنے پرمیشر کی اس طرح بے حرمتی نہیں کرتے کہ ہم انادی اور غیر مخلوق ہونے کی وجہ سے اس کے برابر ہیں وہ نیوگ کے قابل شرم مسئلہ کو نہیں مانتے وہ اسلام پر بیہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں وہ اکثر ملنسار ہیں ان میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے اور انکے مقابل پر آریہ صاحبوں کو اس خیال سے بھی خودستائی نہیں کرنی چاہیئے کہ ہم مورتی پوجا نہیں کرتے اوتاروں کو نہیں مانتے کیونکہ سناتن دھرم کے جوگی جو مذہب کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں وہ بھی مورتی پوجا سے دستکش ہوتے ہیں۔ رہے اوتار سو اصل میں سنسکرت کی زبان میں نبیوں اور رسولوں کو اوتار کہتے ہیں جن میں پرمیشر کا نور اُترتا ہے سو اصل مذہب سناتن دھرم کا یہ نہیں ہے کہ اوتار کی پوجا کرنی چاہیئے۔ ہاں ان کو وہ بہت مقدس جانتے ہیں اور اُن کی تعظیم کرتے ہیں اور اُن سے محبت رکھتے ہیں*۔ مگر میں نے آریہ سماج کے بعض رسالوں اور اخباروں میں دیکھا ہے کہ ان کے بعض شوخ دیدہ لوگوں نے اوتاروں سے ٹھٹھا کیا اور سوءِ ادب کے لفظ کہے ہیں یہ اچھے آدمیوں کا کام نہیں سچ یہی ہے کہ بعض آریہ صاحبوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے یہی شوخی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جس کی جڑھ نہیں۔ روحانیت کی طرف یہ قوم متوجہ نہیں۔ دین صرف شوخیوں اور زبان کی چالاکیوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ دین تو ایک موت چاہتا ہے جس کے بعد زندہ روح دیجاتی ہے۔ افسوس کہ آریہ صاحبوں کے بعض بارود طبع ممبروں نے جلسہ قادیان میں

* نیک انسانوں سے محبت کرنا ایماندار کا فرض ہے اور سادہ سنگی کی ضروری شرط اس سے ادا ہوتی ہے اور سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے [illegible]

بغیر اس کے کہ دین کے کوچہ میں کچھ بھی دخل ہو نقالوں کی طرح اسلام کو گالیاں دیں*۔ اگر اس میں ان کی نیت نیک ہوتی تو میری طرف لکھتے کہ اسلام پر ہمارا فلاں اعتراض ہے سو اگرچہ میں ایسی مجلسوں میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا تاہم میں اُن کے شبہات کا نرمی اور روشن تقریر سے جواب دیکر ان کی تسلی کر دیتا مگر اب وہ جیسے قادیاں میں آئے تھے ویسے ہی واپس گئے اور شوخیوں اور بدزبانیوں کا انبار سر پر لے گئے مگر پھر بھی مینے کتاب نسیم دعوت چند روز میں تالیف کر کے انکی دعوت کر دی اگر ان میں سے ایک سمجھ جائے تو مجھے اجر ملے گا۔

خاتمہ

میں رسالہ نسیم دعوت میں بیان کر چکا ہوں کہ ہر ایک مذہب تین طور سے پرکھا جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ اُسنے خدا کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ سو افسوس ہے کہ آریہ سماج کے اصول پرمیشر کو تمام موجود چیزوں کا سرچشمہ نہیں ٹھہراتے بلکہ ہر ایک چیز کو پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور خود بخود مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہ تو ان چیزوں کو پرمیشر نے پیدا کیا اور نہ انکی قوتوں کو۔ پس ظاہر ہے کہ آریہ سماج کا پرمیشر درحقیقت پرمیشر نہیں ورنہ چاہیئے تھا کہ سب چیزوں کا ابتدا اُسی سے ہوتا۔ یہ کیا ہوا کہ وہ پرمیشر تو کہلاوے اور دوسری چیزیں خود بخود ہوں جو چیز اسکی پیدائش نہیں وہ کیسے اُسکی ہو گئی اس ناجائز قبضہ کی کوئی آریہ صاحب وجہ تو بتلاوے؟ جن چیزوں کو پرمیشر نے پیدا ہی نہیں کیا اُنپر حکومت کرنا محض ظلم ہے پس اگر آریہ سماج والے سناتن دہرم والوں کو مورتی پوجا کا الزام دیتے ہیں تو ان کے اِس اعتقاد کی رو سے اُن پر الزام زیادہ ہے کیونکہ بُت پرست اپنے بتوں اور دیوتاؤں کو پرمیشر اور خود بخود نہیں سمجھتے صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اُنکے دیوتاؤں اور اوتاروں کو پرمیشر نے بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں جنکی وجہ سے وہ لوگوں کی مراد پوری کرتے ہیں سو اگرچہ یہ بات غلط ہے بلکہ مرادیں دینے والا صرف ایک ہی ہے یعنے خدا جس کو پرمیشر کہتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں وہی شخص عزت پاتا ہے اور اُسی کو برکت دیجاتی ہے جو سب کو چھوڑ کر سچے دل سے اپنے خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے ہر ایک وقت اُس پاک پرمیشر سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ جے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو۔ اور یہی ہم نے آزمایا ہم اسکی گواہ ہیں

* ان لوگوں نے نہ صرف اسلام کی نسبت بدزبانی کی بلکہ سناتن دہرم کے مقدس اصولوں کی بھی بہت سی بدنامی کی اور سناتن دہرم کے غریب ہندوؤں کا دل دکھایا۔ عیسائی مذہب پر بھی ناحق حملہ کیا حالانکہ ہر ایک وقت حد سے گذر جانا بھی شیطانی عادت ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہیں ہے مگر وہ خدا کا ایک پیارا نبی اور رسول تھا اور یہ بھی سچ ہے کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں ہے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی نورانی تجلی اُن پر اُتری تھی اسلئے وہ اوتار کہلائے۔ منہ

جو شخص اسکی محبت میں محو ہو جاتا ہے اور اسکی آتش محبت سے جلکر ایک نیا وجود لیتا ہے پس جب وہ اس آگ میں داخل ہو جاتا ہے تو زمین آسمان کی تمام چیزیں جنکی دوسرے لوگ پرستش کرتے ہیں اسکے چاکر اور خدمت گار ہو جاتے ہیں غرض یہ تو سناتن دہرم والوں کی غلطی ہے کہ اپنی جیسی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور وہ زندہ اور چمکتا ہوا نور جو انکے سامنے ہے اور دور نہیں ہے بلکہ خود ترشیدہ پتھر ولی کی نسبت بہت نزدیک ہے اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے مگر تاہم وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے اسکے بغیر کوئی چیز خودبخود نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہی وید کی تعلیم ہوگی جسکو سناتن دہرم والے اتنک ہولے نہیں۔ اور ہمیں اُن رشیوں منیوں کے ان شرتیوں کو دیکھنے سے جنہوں نے بنوں میں جاکر بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وید کی اصل حقیقت انہیں پر کھلی تھی۔ اسلئے وہ آریہ سماجیوں کیطرح جیو اور پرماتو کو انادی اور خودبخود خیال نہیں کرتے تھے بلکہ جیساکہ انکی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے انکا یہی عقیدہ تھا کہ ہر ایک چیز پرمیشر سے نکلی ہے یعنی اسکے کلمات ہیں۔ یہی مذہب **اسلام** کا ہے (سو سیانے اکو مت مورکھ آپو اپنی) وہ لوگ آریہ صاحبوں کیطرح صرف زبان کی چالاکی پر دہرم کا مدار نہیں رکھتے تھے بلکہ ریاضت سے محنت سے جپ سے تپ سے سچے دل کے ساتھ اپنے پرمیشر کو ڈہونڈتے تھے اور بنوں میں جاکر ریاضت کشی سے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے اور روزوں سے اپنے بدنوں کو خشک کر دیتے تھے اور گوشہ گزینی کیساتھ اپنے پرمیشر سے دل لگاتے تھے تب وہ نور قدیم جسکا نام مختلف زبانوں میں پرمیشر گاڈ خدا اللہ ہے انپر ظاہر ہوتا تھا وہ ہرگز اسبات کے قائل نہ تھے کہ خدا کا الہام اور وحی وید تک ہی محدود ہے اور آگے ہمیشہ کے لئے انسان پر خدا کے ہم کلام ہونیکے دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ گئے بلکہ خدا اُنسے باتیں کرتا تھا اور غیب کی باتیں اُن پر ظاہر ہوتی تھیں۔

سچ تو یہی ہے کہ خدا کو ڈہونڈنیوالے جو اسکی رہ میں مر رہے ہیں اور اسکے لئے سب کچھ تیاگ دیتے ہیں اگر خدا اُن سے ایسی خشکی اور لاپرواہی کرے اور اپنے تئیں اُنپر ظاہر نکرے اور چھپا رہے اور آواز تک سنائی ندے تو وہ جیتے ہی مر جائیں اور دنیا میں کوئی بھی اُن جیسا بدنصیب نہ ہو کہ دنیا چھوڑی پرمیشر کیلئے مگر وہ بھی نہ ملا دونوں جہان ہاتھ سے گئے مگر کیا کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں مثل مشہور ہے کہ دوستی میں دو دستی ہوں ایک شخص مجازی عشق میں گرفتار رہوتا ہے اور ایک مدت تک درد اور سوزش کے ساتھ دیرات اپنے معشوق کو اندر ہی اندر اپنی طرف کھینچتا ہے پس ناگاہ ایک شعلہ محبت کا بشرطیکہ یہ محبت کسی شہوت پرستی پر مبنی نہو اسکے معشوق کے دلپر جو بہی غافل اور بیخبر تھا گرتا ہے تب وہ معشوق بھی اسکے درد سے ایک حصہ لے لیتا ہے گویا اُس عاشق کی دن رات کی دردیں اور آہیں اُس معشوق پر سحر کا کام کرتی ہیں

تب اسکا دل اسکی طرف کھینچا جاتا ہے اور لا معلوم اسباب سے اسکے دل میں یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص مجھ سے پیار کرتا ہے اور نرا اسی میں ہی پڑتا نہیں بلکہ آخر اُسکا گرفتار ہو جاتا ہے اور دل دل سے ملجاتا ہے گویا وہ دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں اور عجیب تر یہ کہ ایک عاشق گو ہزار پردوں میں اپنی محبت چھپاوے ضرور اُسکے معشوق کو اُس محبت کی خبر ہو جاتی ہے اور پھر دنیا کی جو ہر ایک کے پیچھے جاسوس کی طرح لگی ہوئی ہے سمجھ جاتی ہے کہ ان دونوں کی باہم محبت ہے اور پھر وہ محبت اگر درحقیقت پاک محبت ہے اور کوئی خباثت ناپاک شہوت کی اسکے اندر نہیں اُس مرتبہ تک ان دونوں وجودوں کو پہونچنا چاہتی ہے کہ ایکدوسرے کا دل باہم کھینچا جاتا ہے بغیر دیکھنے کے بے آرامی رہتی ہے اور ان کو کچھ اٹکل نہیں آتی کہ یہ کشش کہاں سے اور کیونکر پیدا ہو گئی آخر انکے پاک دل اس قدر ضرور حظ چاہتے ہیں کہ ایکدوسرے سے کچھ کلام کیا کریں ایک نظر دیکھ لیں۔ کم سے کم ایک کلام کیلئے انکا دل تڑپتا ہے خواہ پیچھے سے مر جائیں۔ سو یہ تو مجازی عشق کا انجام ہے کہ کمال اُسکا باہم کلام ہے پس لعنت ہے ایسے مذہب پر کہ جو پرمیشر کے عاشق کو اسقدر رتبہ دینے کا بھی وعدہ نہیں کرتا کہ وہ اُسکا ہمکلام ہو جائیگا جیسا کہ ایک انسان کا عاشق اپنے معشوق کا ہم کلام ہو جاتا ہے افسوس کہ یہ لوگ تو ایسا عقیدہ ہی رکھتے ہیں مگر ہم قبول نہیں کر سکتے کہ وید انسان کو اس مرتبہ ہمکلامی سے محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں وید کا قصور نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مذہب وہی مذہب ہے جو خدا کو ملا وے اور ہمکلامی کا مزہ چکھا دے ورنہ ایک گوبر میں ہاتھ ڈالنا ہے جسمیں بجز پلیدی کے اور کچھ نہیں۔

دوسرا طریق مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ سچا مذہب جیسا کہ خدا سے پیوند کراتا ہے ایسا ہی قوم میں پاکیزگی پھیلاتا ہے ہم لکھ چکے ہیں کہ آریہ سماج خدا سے پیوند نہیں کراتا بلکہ اُس پیدائشی پیوند کا بھی انکار کرتا ہے کہ جو بوجہ مخلوق ہونیکے ہر ایک روح کا اپنے پرمیشر سے ہے اور پاکیزگی کا نمونہ نیوگ کی تعلیم سے ظاہر ہے۔ شاباش اے سناتن دھرم کہ تو نے نہ تو ہر ایک ذرہ اور ہر ایک جیو کو اپنے وجود کا آپ ہی پرمیشر سمجھا اور نہ تو نے نیوگ کے گند کو اپنے اعتقاد میں دخل کیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تو اسقدر اور آگے قدم بڑھاوے جو خدا رسید جوگیوں کی طرح ہو جا جو پرمیشر کی محبت پر مٹتے ہیں اور ایسا اس سے نزدیک ہو جا کہ مورتی پوجا کو بھی اپنے دامن سے پھینک دے تو پھر آریوں کے مقابل پر تیری ہر میدان میں فتح ہے وہ ایک راہ سے تیرے مقابل پر آئینگے اور سات راہ سے بھاگینگے اور یہ نئی بات نہیں قدیم سے جوگیوں کا جو محبت کی آگ میں جلجاتے ہیں یہی مذہب ہے کہ بجز پرمیشر اور سب ہیچ ہے۔

تیسرا طریق سچے مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ وہ کہاں تک دنیا کے گند سے چھڑاتا اور خدا تک پہونچاتا اور اُس پاک ذات کو دکھلاتا ہے سو آریہ مذہب اس مرتبہ سے بکلی محروم ہے۔ اسلئے انکے حصہ میں بجز گالیوں اور بدزبانیوں اور توہین کے اور کچھ نہیں اور خود انکا اصول نہ پرمیشر کی نسبت پاک اور نہ قومی پاکیزگی کی نسبت پوتر ہے اور نہ ان میں ان برکات کا